ہر ظلمت جو اُٹھتی ہے اس کا پہلا نشانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷؍ جون ۱۹۶۶ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

❁❁❁

☆ اگر تم صبر کرو گے تو خدا کے نزدیک اولوالعزم سمجھے جاؤ گے۔

☆ گندہ دہنی اور دلآزار باتیں تاریک دل اور تاریک زبان سے نکلتی ہیں۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء کو بھی اذیً کثیراً سننا پڑتا ہے۔

☆ گالیوں اور تحقیر آمیز باتوں کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ صبر اور تقویٰ سے اعمال صالحہ میں مشغول رہو۔

☆ تاریخ دان کو واضع طور پر نظر آئے گا کہ مخالفت کے باوجود پرستاران و جانثاران حضرت احدیت کا یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی۔

لَتُبْلَوُنَّ فِیْ اَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ قف وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا اَذًی کَثِیْرًا ط وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○

(آل عمران: ۱۸۷)

تلاوت فرمائی اور اس کا ترجمہ فرمایا کہ ”تمہیں تمہاری جانوں اور تمہارے مالوں کے متعلق ضرور آزمایا جائے گا اور تم ضرور ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور ان سے بھی جو مشرک ہیں بہت دکھ دینے والا کلام سنو گے۔ اگر تم صبر کرو گے اور تقویٰ اختیار کرو گے۔ تو یہ یقیناً ہمت کے کاموں میں سے ہے“۔

پھر فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اس آیت کا ہمارے زمانہ سے بہت گہرا تعلق ہے اور دراصل یہ قرآنی پیشگوئی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں پوری ہوئی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”اہل علم مسلمان اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف میں آخری زمانہ کے بارے میں ایک پیشگوئی ہے اور اس کے ساتھ خدا کی طرف سے نصیحت کے طور پر ان کو حکم ہے جس کو ترک کرنا سچے مسلمان کا کام نہیں ہے اور وہ یہ ہے لَتُبْلَوُنَّ فِیْ اَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ قف وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا اَذًی کَثِیْرًا ط وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (سورۃ آل عمران: ۱۷۸) ترجمہ یہ ہے۔ کہ خدا تمہارے مالوں اور جانوں پر بلا بھیج کر تمہاری آزمائش کرے گا اور تم اہل کتاب اور مشرکوں سے بہت سی دکھ دینے والی باتیں سنو گے سو اگر تم

صبر کرو گے اور اپنے تئیں ہر ایک ناکردنی امر سے بچاؤ گے تو خدا کے نزدیک اولوالعزم لوگوں میں سے ٹھہرو گے۔ یہ مدنی سورۃ ہے اور یہ اس زمانہ کے لوگوں کو وصیت کی گئی ہے کہ جب ایک مذہبی آزادی کا زمانہ ہوگا کہ جو کوئی کچھ سخت گوئی کرنا چاہئے تو وہ کر سکے گا جیسا کہ یہ زمانہ ہے۔ تو کچھ شک نہیں کہ یہ پیشگوئی اسی زمانہ کے لئے تھی اور اسی زمانہ میں پوری ہوئی۔ کون ثابت کر سکتا ہے کہ جو اس آیت میں اَذًى كَثِيْرًا کا لفظ ایک عظیم الشان ایذا رسانی کو چاہتا ہے وہ کبھی کسی صدی میں اس سے پہلے اسلام نے دیکھی ہے؟''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۴۳، ۴۴)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:۔

''خدا تعالیٰ جو اپنے دین اور اپنے رسول کے لئے ہم سے زیادہ غیرت رکھتا ہے۔ وہ ہمیں رد لکھنے کی جا بجا ترغیب دے کر بدزبانی کے مقابل پر یہ حکم فرماتا ہے کہ ''جب تم اہل کتاب اور مشرکوں سے دکھ دینے والی باتیں سنو اور ضرور ہے کہ تم آخری زمانہ میں بہت سے دلآزار کلمات سنو گے۔ پس اگر تم اس وقت صبر کرو گے تو خدا کے نزدیک اولوالعزم سمجھے جاؤ گے'' دیکھو یہ کیسی نصیحت ہے اور یہ خاص اسی زمانہ کے لئے ہے کیونکہ ایسا موقعہ اور اس درجہ کی تحقیر اور توہین اور گالیاں سننے کا نظارہ اس سے پہلے کبھی مسلمانوں کو دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ یہی زمانہ ہے جس میں کروڑہا توہین اور تحقیر کی کتابیں تالیف ہوئیں، یہی زمانہ ہے جس میں ہزارہا الزام محض افترا کے طور پر ہمارے نبی، ہمارے سید و مولیٰ ہمارے ہادی و مقتدا جناب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ افضل الرسل خیرالوری صلی اللہ علیہ وسلم پر لگائے گئے۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ قرآن شریف میں یعنی سورہ آل عمران میں یہ حکم ہمیں فرمایا گیا ہے کہ ''تم آخری زمانہ میں نامنصف پادریوں اور مشرکوں سے دکھ دینے والی باتیں سنو گے اور طرح طرح کے دلازار کلمات سے ستائے جاؤ گے اور ایسے وقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک صبر کرنا بہتر ہوگا''۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بار بار صبر کے لئے تاکید کرتے ہیں''۔

(فریاد درد۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۸۴)

پھر حضور فرماتے ہیں:۔

’’ہاں خدا نے ہم پر فرض کر دیا ہے کہ جھوٹے الزامات کو حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ دور کریں اور خدا جانتا ہے کہ کبھی ہم نے جواب کے وقت نرمی اور آہستگی کو ہاتھ سے نہیں دیا اور ہمیشہ نرم اور ملائم الفاظ سے کام لیا ہے۔ بجز اس صورت کے کہ بعض اوقات مخالفوں کی طرف سے نہایت سخت اور فتنہ انگیز تحریریں پا کر کسی قدر سختی مصلحت آمیز اس غرض سے ہم نے اختیار کی کہ تا قوم اس طرح سے اپنا معاوضہ پا کر وحشیانہ جوش کو دبائے رکھے اور یہ سختی نہ کسی نفسانی جوش سے اور نہ کسی اشتعال سے بلکہ محض آیت وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ پر عمل کر کے ایک حکمت عملی کے طور پر استعمال میں لائی گئی اور وہ بھی اس وقت کہ مخالفوں کی توہین اور تحقیر اور بدزبانی انتہاء تک پہنچ گئی اور ہمارے سید و مولیٰ، سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسے گندے اور پُر شر الفاظ ان لوگوں نے استعمال کئے کہ قریب تھا کہ ان سے نقض امن پیدا ہو‘‘۔ (فریاد درد۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۸۵)

گندہ دھنی اور دلآزار باتیں تاریک دل اور تاریک زبان سے نکلتی ہیں اور ضرور تھا کہ سب سے زیادہ اس قسم کے حملوں کا نشانہ وہ ذات بنے جو ہر لحاظ سے سب سے زیادہ منور تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ ساری دنیا یہ زمین اور یہ آسمان اور یہ ستارے سب کچھ اس لئے پیدا کیا گیا کہ مخلوقات میں سے ایک ہستی، ایک وجود محمد مصطفیٰ ﷺ سا ظاہر ہونے والا تھا۔ حضرت نبی اکرم ﷺ نے ’’فناء فی نور ربّہ‘‘ کا مقام حاصل کیا اور اس نور میں گم ہو کر آپؐ کامل اور مجسم نور بن گئے اور ان عالمین (زمین اور آسمان) میں جہاں بھی جو نور نظر آتا ہے وہ آپؐ کے طفیل ہی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ حقیقی نور اللہ کی ذات ہے اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لیکن یہ بھی درست ہے کہ اس دنیا میں اس نورِ محسن نے اپنے نور کی جو تقسیم کی ہے وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے طفیل کی ہے۔ ہر نور جو ہمیں نظر آتا ہے وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی نظر آتا ہے۔ اگر آنحضرت ﷺ کی ذات نہ ہوتی تو دنیا میں کسی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے نور سے حصہ نہ ملتا بلکہ دنیا پیدا ہی نہ ہوتی۔ اس لئے ہر ظلمت جو اٹھتی ہے اس کا پہلا نشانہ آنحضرت ﷺ کی ذات ہوتی ہے اور اس کے بعد وہ لوگ ان ایذاء رسانیوں سے حصہ لیتے ہیں۔ جنہوں نے طفیلی طور پر اور ظلی اور انعکاسی رنگ میں آنحضرت ﷺ کے نور سے حصہ لیا ہوتا ہے ایسے پاک وجود جو اُمت محمدیہ میں اس نور سے طفیلی طور پر حصہ لینے والے ہیں وہ طفیلی طور پر ایذء رسانی سے بھی

حصہ لینے والے ہیں۔

اسی لئے ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جہان میں سب سے زیادہ گالیاں دی گئیں سب سے زیادہ تحقیر کے ساتھ آپؐ کا نام لیا گیا، سب سے زیادہ گند آپؐ کے خلاف اچھالا گیا سب سے زیادہ گندی تحریریں اور بدبودار باتیں اس نور مجسم کے خلاف لکھی گئیں، وہاں اُمت محمدیہ کے دوسرے پاک وجودوں کے متعلق بھی بہت زیادہ گند اچھالا گیا۔

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی نہج پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور میں گم ہو گئے اور اس میں فنا ہو کر قرب تام حاصل کر لیا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی نے سب سے زیادہ تحقیر آمیز اور گندی باتیں مخالفین سے سنیں تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ہے۔ پھر وہ جنہوں نے اپنے اپنے ظرف کے مطابق طفیلی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور حاصل کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلفاء کو بھی طفیلی رنگ میں اَذًی كَثِيرًا سننا پڑتا ہے اور آپؑ کی جماعت کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جو گند اچھالا جاتا ہے برداشت کرنا پڑتا ہے پھر ان پاک وجودوں کے متعلق (جنہوں نے طفیلی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور حاصل کیا) جو گندہ دھنی کی جاتی ہے وہ بھی جماعت کو سننا پڑتی ہے اور یہ دکھ انہیں سہنا پڑتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں جماعت احمدیہ کو خاص طور پر تاکیدی حکم دیا ہے اور وصیت کی ہے کہ جب تم اس قسم کی گالیاں سنو اور تحقیر آمیز باتیں تمہارے کانوں میں پڑیں اس وقت تم اس طرف متوجہ ہی نہ ہو بلکہ صبر اور تقویٰ سے کام لیتے ہوئے اعمال صالحہ میں مشغول رہو۔ اپنے راستہ پر گامزن رہو۔ ان تیروں کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھو بلکہ اپنی نگاہ اپنے مقصود کی طرف لگائے رکھو۔ تمہارا مقصود صرف خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے اس سے نہ ہٹو۔ اور خدا تعالیٰ کے حکم کو یاد رکھو کہ صبر سے کام لو۔ صبر کے ایک معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کے جو احکام اور اوامر شریعت حقہ میں پائے جاتے ہیں اپنے آپ کو ان اوامر پر مضبوطی سے قائم رکھیں اور اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو بجالا کر اس کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

صبر کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ جن نواہی سے اس نے روکا ہے ہم اپنے آپ کو ان کے قریب بھی نہ جانے دیں تا اللہ تعالیٰ کا غضب ہم پر نہ بھڑکے۔ پس اگر اس طرح ہم تقویٰ اختیار کریں گے، اگر ہم خدا کی پناہ میں آجائیں گے، اگر ہم اس کو اپنی ڈھال بنا لیں گے تو پھر دشمن کا کوئی وار ہمیں نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

جیسے کہ مال اور جان کی قربانی ہمیں دینی ہے، جذبات کی قربانی بھی ہمیں دینی ہوگی۔ یہ خدا تعالیٰ کا امتحان ہے جو وہ لیا کرتا ہے اس سے ہم مومن ہو کر بچ نہیں سکتے ہمیں اموال کی قربانی دینی پڑے گی اور اگر موقع ہوا تو جانوں کی قربانی بھی دینی پڑے گی اور اگر موقع ہوا تو جذبات کی قربانی بھی دینی پڑے گی۔

پس اس زمانہ میں خدا تعالیٰ جذبات کی قربانی بھی لینا چاہتا ہے اور لے رہا ہے یہ ہمارے حملہ آور مخالف جو کبھی ہمارے اموال پر حملہ کرتے ہیں کبھی ہماری جانوں پر حملہ کرتے ہیں اور کبھی ہماری عزتوں پر اور کبھی ہمارے پیاروں کے عزتوں پر حملہ کرتے ہیں۔ اگر ہم خدا تعالیٰ کی پناہ میں نہ ہوں، اگر وہ ہماری ڈھال نہ بنے تو بے شک ہمیں ہر قسم کا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ پس اگر ہم اپنے آپ کو خدا کی پناہ میں دے دیں، اگر ہم اسے اپنی ڈھال بنالیں تو خدا تعالیٰ کی مخلوق میں سے کون ہے جو خدا تعالیٰ کی ڈھال پر ضرب لگائے اور چکنا چور نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے مواقع پر ہمیں صبر اور تقویٰ سے کام لینے کی نصیحت فرمائی ہے اور ہمیں ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے اور دعا کرتے رہنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ ہمیں اس کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے تا ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوں اور تا خدا تعالیٰ کی یہ جماعت جو احمدؑ کی طرف منسوب ہونے والی ہے اور جس کا دعویٰ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فدائی ہے اور اپنے مولیٰ اور اپنے رب اور اپنے پیدا کرنے والے کی عاشق زار ہے۔ اس کے متعلق جب مستقبل کا تاریخ دان تاریخ کے ورق الٹ رہا ہو تو اسے بڑے واضح، روشن اور نمایاں طور پر ان اوراق میں لکھا نظر آئے کہ کتے بھونکتے رہے اور پرستاران و جانثاران حضرت احدیت کا یہ قافلہ صراط مستقیم پر رواں دواں اپنی منزل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ خدائے قادر و توانا کی رضا کا سایہ ان کے سروں پر تھا اور ملائکہ کی افواج ان کے دائیں بھی تھیں اور بائیں بھی۔ یہاں تک کہ وہ قافلہ اپنے مطلوب، اپنے مولیٰ کو جا ملا اور آخری کامیابی اسے حاصل ہوئی۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۶؍ جولائی ۱۹۶۶ء صفحہ ۲ تا ۳)

☆......☆......☆